علمِ غیبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف: امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پروگریسو بکس ۴۰ بی اردو بازار لاہور

نام کتاب : ـــــــــــــ اِنباءُ المصطفیٰ بحالِ سرّ و اخفیٰ

مصنف : ـــــــــــــ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب : ـــــــــــــ مفتی شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

صفحات : ـــــــــــــ ۶۴

ناشر ـــــــــــــ میاں شہباز رسول

پرنٹرز ـــــــــــــ گنج شکر پرنٹرز لاہور

قیمت ـــــــــــــ ۱۸/- روپے

پروگریسو بکس ۴۰۔ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روحِ ایماں، مغزِ قرآں، جانِ دیں
ہست حبِ رحمۃ للعالمیں (اقبالؒ)

تحریکِ تجدیدِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

امتِ مسلمہ کا مقدر رہی کہ جب کبھی ضلالت و غوایت کی تاریک گھٹائیں اس پر مسلط ہو جاتی ہیں تو اللہ کی جانب سے ان تاریکیوں میں اجالے پھیلانے والے نفوسِ قدسیہ وارد ہوتے ہیں۔ یہ حضرات "مجدد" کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (از ۱۲۷۲ھ تا ۱۳۴۰ھ) اسی سلسلے کے فردِ منفرد تھے۔

پیدائش کے وقت کے حالات

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ذات امتِ مسلمہ کے لئے ایسے وقت میں فرشتۂ نجات بن کر ظاہر ہوئی جبکہ امتِ مسلمہ کا سفینہ بیچ منجدھار میں ہچکولے کھا رہا

تھا۔ آپ کی خدمت کی وقعت واہمیت اس وقت آشکار ہوگی جب اس ماحول پر نگاہ ڈالیں جس میں آپ نے کام کیا۔ صورت حال یہ تھی کہ انگریز نے سرزمین ہند میں قدم رکھتے ہی ایسی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دیں جن کے ذریعے، وہ اس سرزمین پر اپنی سلطنت کو بقائے دوام دے سکے۔ اس نے مختلف سازشی جال بچھائے۔ اسے ہندوؤں سے چنداں خطرہ نہ تھا۔ اسے ڈر تھا تو مسلمانوں سے وہ سمجھتا تھا کہ ان سب کو اگر تہ تیغ کیا جائے تو یہ دور از کار ہے اس لئے اس نے سوچا کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کی گردن پر افتراق کی تلوار چلاؤ، جو اس امت مسلمہ کو (جو محبت میں ایک جسم کی طرح ہے) خود اپنی موت مرنے پر مجبور کردے، یعنی خواہ ان کے جسم باقی رہ جائیں مگر ان میں سے روح نکل جائے اس لئے اس نے ایک طویل المیعاد خطرناک منصوبہ بنایا اور وہ منصوبہ یہ تھا کہ امت مسلمہ کے قلوب سے "عشق رسول" کے جذبے کو نکال دیا جائے۔ تو پھر یہ کھوکھلے صنوبری جسم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان میں جو ولولہ، جوش اور امنگ ہے عشق رسول ہی کی وجہ سے ہے۔ اس قوم کا بھرم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہے

در دل مسلم مقام مصطفےٰ است

آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است (اقبالؒ)

اگر اس قوم کو قومی موت مارنا ہے تو ضرور ہے کہ اس سے عشق رسول کے جذبے کو چھین لیا جائے ؎

تا شعار مصطفےٰ از دست رفت

قوم را رمز بقا از دست رفت

لیکن عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بسیط چیز نہیں یہ ایک مسلسل نظام ہے ، اس کا ایک جامع فلسفہ ہے اور اس کی بنیادیں گہری ہیں ۔ یہ ایک نوبہار درخت ہے۔ اس کی جڑیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں ۔ اگر اس کی بہاروں کو لوٹنا ہے تو اس کی جڑوں پر تیشہ زنی ضروری ہے ۔ صحابہ ، اہلبیت ، تابعین ۔ ائمہ ، مجتہدین ، علماء ربانیین اور اولیائے کاملین سے عشق و محبت یہ سب جڑیں ہیں اس شجر مقدسہ کی ، پھر اس کی کچھ علامات ہیں ، کچھ مظاہر ہیں ۔ بزرگان دین اور ان سے متعلقہ چیزوں کی تعظیم کرنا ، ان کے اقوال و افعال کی اتباع کرنا ، سب اسی ایک محبت کے جلوے ہیں ۔ انگریز نے سوچا جب تک اس پورے نظام کو ملیا میٹ نہ کیا جائے اس وقت تک کامیابی کی امید نہیں ۔ انگریز سمجھتے تھے کہ ہم نے اگر مسلمانوں سے کہا کہ ۔ رسول تم ہی جیسا ایک آدمی تھا ، تو کون سنے گا ، اس لئے اس نے ان ہی میں سے چند لوگ تلاش کئے جو "ذیابٌ فی ثیاب" کا مصداق تھے ۔ یہ درست ہے امت مسلمہ کی اکثریت نہ تو کبھی غلط راہ چلی ہے اور نہ انشاء اللہ چلے گی لیکن چند لوگوں کا ضمیر فروش بن جانا ہر قوم کی بد قسمتی میں شامل ہے ۔ سرزمین ہند پر بھی ایسے ہی لوگ تیار کئے گئے ۔ اگر ان لوگوں کی سازشی تحریکات کا حال بیان کیا جائے تو اس کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں ، لیکن یہاں اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔ یہ ضرور ہے کہ ہمارے قارئین کو اپنے قدیم مطالعے کے سامنے کچھ بے چینی ہوگی لیکن تحقیق و جستجو کا دروازہ بند نہیں ۔ یہ کوئی ہزار دو ہزار سال پرانی تاریخ نہیں ، کہ اصلیت کا پتہ لگانا

مشکل ہو۔ یہ ایک ڈیڑھ سو سال کی بات ہے، انگریزوں اور ان کے کاسہ لیسوں نے جس طرح اپنے ایجنٹوں کو متعارف کرایا ہے، اس کا لازمی نتیجہ امت مسلمہ کی بے خبری میں ہی نکلنا تھا۔

انگریزوں نے جھوٹے مجاہد، نیچری، جھوٹے پیغمبر، خارجی، دہری اور نہ معلوم کون کون سے ادارے قائم کردیئے۔

ابن عبدالوہاب نجدی :۔ کون ہے جو ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد سے ناواقف ہو۔ انگریز نے اس کے عقائد کو مسلمانوں کے تباہ کرنے کے لئے بہت مفید سمجھا۔ اس کے عقائد کی فہرست بہت طویل ہے۔ درج ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں تو پتہ چلے گا کہ انگریزوں کے کتنے کام کی چیز تھی :

اِنّا نَرٰی عامّۃ مُؤمنی ھذا الزمان مشرکاً (کتاب التوحید)

ترجمہ :۔ بے شک ہم اس زمانے میں عام مومنین کو مشرک سمجھتے ہیں۔" پھر مشرک ہونے کی وجہ لکھی جاتی ہے :

فواحد یعبد النبی و متبعیہ حیث یعتقد ھم شفعائہ و اولیاءہ وھذا اقبح انواع الشرک (کتاب التوحید ص ۱۱۲)	تو کوئی نبی اور ان کے متبعین کی عبادت کرتا ہے کہ ان کو وہ اپنا سفارشی ..... اور ولی سمجھتا ہے اور یہ چیز شرک کی بدترین قسم ہے۔

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے متبعین کو شفیع ماننا شرک ہے، حالانکہ حدیث شریف صحیح سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی، اور پھر دوسرے حضرات کی شفاعت کا بھی ذکر ہے۔

آیت الکرسی میں بھی شفاعت کا اللہ کے نیک بندوں کے لئے،
ثبوت ہے، ربانی اور نیک لوگوں کو خدا کا ولی ماننا تو یہ قرآن سے صراحتاً ثابت ہے۔
انگریزوں کو مسلمانوں کا اتحاد پارہ پارہ کرنے کے لئے ایسی ہی کلہاڑی درکار
تھی۔ انگریزوں نے اس کو چلانے کے لئے ہندوستان میں کئی انجنیئر تلاش کئے ایک
صاحب نے یہ مشین اس طرح چلائی:

"جو مسلمان کسی نبی یا ولی کی سچی قبر کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر
کر کے جائے وہ مشرک ہے، جو مسلمان کسی نبی، ولی کی قبر پر شامیانہ کھڑا کرے
وہ مشرک ہے۔" (تقویت الایمان، از اسمعیل دہلوی)

پھر اس مشین کو نہایت ہوشیاری، ہونہاری اور انگریز سے وفاداری
کے ساتھ ان حضرات نے چلایا جنھوں نے مذکورہ لوگوں کے عقائد کو اپنایا، اور
ان کی تائید و تصدیق کی، چنانچہ ایک صاحب رقم طراز ہیں:

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد
عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت
تھی مگر وہ (ابن عبدالوہاب) اور ان کے مقتدی (وہابی) اچھے ہیں (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۴۱)

اب ان سب لوگوں نے مل کر مسلمانوں پر یورش کر دی۔ ان کا سب سے پہلا نشانہ
بزرگان دین کی عقیدت تھی پھر سلسلہ بہ سلسلہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی کو
نہ چھوڑا۔ ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کم کرنے میں کوئی کسر نہ
اٹھا رکھی تھی، رسول کو محض اپنے جیسا ایک انسان، ڈاکیہ اور خطا کار قرار
دیا، علم غیب جو رسول کو اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے اس کا انکار کیا اور

کہا کہ جو اللہ کے بتانے سے بھی رسول کے لئے علم غیب مانے وہ مشرک ہے حالت نماز میں اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور آجائے گا، تو یہ گائے بیل کے تصور میں مستغرق ہونے سے بدتر ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منانا اور روایات صحیحہ سے آپ کی ولادت باسعادت کا بیان کرنا کنھیا کا دن منانے کی طرح ہے۔ بزرگان دین کے ساتھ جو تمسخر کیا گیا ہے اس کو کوئی باغیرت مسلمان برداشت نہیں کرسکتا۔ انبیاء اور اولیاء کو اللہ کے سامنے، چوڑے چمار سے زائد ذلیل بتایا گیا ہے حالانکہ اللہ نے قرآن میں صاف ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (القرآن)

بیشک تم میں سب سے زائد محترم اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم سب سے زائد پرہیزگار ہو۔

خدانخواستہ اگر اس تحریک کا مقابلہ نہ ہوتا تو مسلمان قوم بے روح وجان ہوتی مگر مجدد زمانہ حاضرہ مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تمام تر کوششیں عشقِ مصطفٰی کے خوابیدہ جذبے کو مسلمانوں میں بیدار کرنے کیلئے صرف کردیں

عشقِ مصطفٰی کی اہمیت

مختصراً یہ بتا دینا ضروری ہے کہ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور والہانہ عقیدت کا کیا مقام ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

(۱) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (القرآن)

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنین کو ان کی جانوں کی نسبت بھی زائد پیارے ہیں

(۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری)

تم میں سے کوئی بھی ہرگز مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زائد محبوب نہ ہو جاؤں۔

(۳) حضرت عمرؓ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے ہر چیز سے زائد محبوب ہیں سوائے میری جان کے، تو آپؐ نے فرمایا:

لن یؤمن احدکم حتّٰی اکون اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ نفسہٖ

تم میں سے کوئی بھی ہرگز مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زائد محبوب نہ ہو جاؤں

آپؐ کا یہ فرمانا تھا کہ حضرت عمرؓ کے قلب میں محبت کی یہ منزل بھی اتر آئی اور آپ فرمانے لگے:

والذی انزل علیك الکتاب لانت اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نفسی التی بین جنبی فقال آلان یا عمر (بخاری)

قسم ہو اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ابتہ آپ میرے نزدیک میری اس جان سے بھی زائد عزیز ہیں، جو میرے دونوں پہلوؤں میں ہی تو آپؐ نے فرمایا، اے عمر تمہارا ایمان مکمل ہوا۔

(۴) حضرت علیؓ اپنی اور اور دیگر صحابہ کی آپؐ سے محبت کا حال فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الینا من اموالنا واولادنا وآبائنا وامھاتنا ومن الماءِ البارد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نزدیک ہمارے مال و دولت، اولاد، آباء و اجداد ماؤں اور سخت پیاس کے وقت ٹھنڈے

علی الظماءِ (جواہر البحور صفحہ) (مواہب) پانی سے بھی زائد محبوب و پسندیدہ تھے۔

(۵) عورتوں کی آپ سے محبت :۔

ایک عورت کے باپ بھائی اور شوہر جنگ احد میں شہید ہو گئے، لوگوں نے ان کو اطلاع دی تو وہ حضور کی خیریت دریافت کرنے لگیں، جب لوگوں نے آپ کی خیریت بتا دی تو کہنے لگیں کہ مجھے آپ کی بارگاہ میں زیارت کو لے چلو، دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک دے کر عرض کرنے لگیں۔

کل مصیبۃٍ بعدک جلل (ابن اسحٰق) آپ کے بعد ہر مصیبت ہیچ ہے

(۶) زید بن دثنہ کی محبت :۔ آپ کو مشرکین مکہ نے گرفتار کر لیا تھا اور ذبح کرنے کے لیے حدود حرم سے باہر نکال لائے تھے (ابوسفیان جو ابھی تک اسلام نہ لائے تھے) نے بہ غرض آزمائش آپ سے دریافت کیا، تم اس بات کو پسند کرو گے کہ ہم بجائے تمہارے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی گردن مار دیں اور تم اپنے اہل وعیال کے ساتھ مزے اڑاؤ؟ تو زید بولے :

وَاللہِ مَا اُحِبُّ اَنَّ مُحَمَّدًا الآن فی مکانہ الذی ھو فیہ تصیبہ شوکۃٌ وَاِنِّی لجالسٌ فی اھلی (شفاء عیاض)

بخدا مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جہاں تشریف فرما ہیں، وہاں ان کے پیر میں کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے گھر والوں میں بیٹھا رہوں۔

محبت کی علامت :۔ دعوائے محبت تو بہت آسان ہے مگر اس کو ثابت کرنا بڑا مشکل کام ہے، اس کا سب سے بڑا ثبوت اطاعت محبوب ہے

ترمذیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی :-

(۱) من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ (ترمذی)

جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا

قرآن صاف ارشاد فرماتا ہے :

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

پس نہیں، قسم ہے آپ کے رب کی وہ مومن نہیں ہو سکتے حتّٰی کہ وہ آپ کو حکم نہ مان لیں۔ اپنے جھگڑوں میں کچھ تنگی نہ پائیں آپ کے فیصلے سے اپنے نفسوں میں اور بخوبی تسلیم کرلیں۔

سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

من لم یر ولایۃ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) فی جمیع احوالہ ویری نفسہ ملکہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لم یذق حلاوۃ سنتہ ؛

جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت اپنے تمام احوال میں نہ دیکھی اور اپنے آپ کو آپ کی ملک میں نہ جانا تو وہ آپ کی سنت کی مٹھاس نہ چکھے گا۔

صرف یہی نہیں بلکہ محبوب کی ہر چیز سے محبت ضروری ہے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ومن علامات محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم محبتہ دینہ وآلہ واصحابہ وبلدہ ومحبتہ کل شئ ینسب الیہ ۔

آپ کی محبت کی علامات میں سے آپ کے دین، اولاد، اصحاب، شہر اور ہر اس چیز کی محبت ہے جو آپ سے منسوب ہو۔

اعلیٰ حضرتؒ کی تحریک

اعلیٰ حضرتؒ کی تحریک کا مقصد اسی جذبے کو بیدار کرنا تھا۔ آپ نے ان لوگوں کے عزائم کو خاک میں ملا دیا۔ جو مسلمانوں اور عشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خلیج بنانا چاہتے تھے۔ آپ کے قال اور آپ کے حال سے عشق مصطفیٰ کے دھارے بہتے تھے۔ زبان وقلم سے عشق مصطفیٰ کے زمزمے نکلتے تھے۔ ثبوت میں آپ کی کوئی بھی کتاب ملاحظہ کر لیجئے، اس وقت چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔

آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا کسی مسجد میں آویزاں ہے۔ لوگ اسے بوسہ دیتے ہیں اور اس پر بہت بھیڑ کرتے ہیں، کیسا ہے؟ اس کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا تاریخی نام "ابرالمقال" ہے۔ اس کے چند اقتباسات ہی پڑھ لیجئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ کے قلم سے عشق مصطفیٰ کے کیسے سوتے پھوٹتے ہیں، فرماتے ہیں:

(۱) بوسۂ تعظیم شرعاً و عرفاً انحاء (اقسام) تعظیم سے ہے۔ اسی قبیل سے ہے، بوسۂ آستانۂ کعبہ و بوسۂ مصحف و بوسۂ کنان و بوسۂ دست علماء و اولیاء و کل ذالک مصرح فی الکتب کالدر المختار وغیرہ

اب اس عبارت پر غور فرمائیے وہی رجحان عشق و ادب کارفرما نظر آتا ہے۔ پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

(۲) خود احادیث کثیرہ میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا دست و پائے اقدس حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و مہر نبوت کو بوسہ دینا وارد (ص۳)

صحابہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی کس قدر اہتمام سے لیتے ہیں اور یہ کچھ اسی عبارت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ نے اپنی تمام تصنیفات میں اس امر کا شدت سے التزام کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف نہایت پیارے القاب سے لیتے ہیں اور یہی حال دیگر بزرگان دین کے ساتھ ہے۔ اس معاملے میں آپ دیوبندی، وہابی اور ندوی علماء کی طرح نہ تو وقت کی بچت کا خیال کرتے ہیں، نہ کاغذ، قلم اور دوات میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ یہی طریقہ ہمارے اسلاف کا رہا ہے۔ کیا کوئی کسی حدیث سے ثابت کرسکتا ہے کہ صلعم، یا صلّم یا ص درود کا کوئی صیغہ ہے۔ کیا قدیم کتب میں یہ مہمل نشانات ہیں۔ یہ سب بدعتیں عشق رسول کو گھٹانے کے لئے ایجاد کی گئی ہیں اور اعلیٰ حضرت نے ان بدعات کا قلع قمع کیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں :

(۳) جس شے کو معظم شرعی سے کسی طرح نسبت ہے، واجب التعظیم ہے ، محدث محبت ہے ۔ لہٰذا بلدۂ طیبہ مدینہ سکینہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کے در و دیوار تبرکاً مس کرنا اور بوسہ دینا، اہل حب و ولا کا دستور اور کلمات آئمہ و علماء میں منظور "

پھر فرماتے ہیں :

شعر
اَمُرُّ علی الدیار دیار لیلیٰ
اُقَبِّل ذالجدار و ذالجدارا
وَما حب الدیار شغفن قلبی
ولکن حُب مَنْ سکن الدیارا

میں لیلیٰ کے شہر پر گزرتے ہوئے، کبھی تو اس دیوار کو بوسہ دیتا ہوں اور کبھی اس دیوار کو ۔ یہ شہر کی نہیں، شہر والوں کی محبت ہے۔

اعلیٰ حضرت کے پورے کلام کا محور عشق رسول ہے .

(۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعلِ پاک کے نقشے کے بارے میں فرماتے ہیں :

اس سے بھی ارفع و اعلیٰ و اوضح و اجلیٰ یہ ہے کہ طبقہ در طبقہ شرفا اور غربا ، عجما ، عربا ، علمائے دین و آئمہ معتمدین نعل مطہر

درروضۂ معطر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے ہیں کتابوں میں تحریر فرماتے ہیں اور انھیں بوسہ دینے اور آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے ہیں۔"

پھر آپ متعدد علمائے دین کے اقوال واشعار نقل فرماتے ہیں، ان میں ایک یہ ہے:۔

لمن قد مسّ شکل نعال طٰہٰ

جزیل الخیر فی یوم المآب

وفی الدنیا یکون بخیر عیشٍ

وعزٍّ فی الھناءِ بلا ارتیاب

"اس شخص کے لیے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشۂ نعلِ پاک کو مس کیا، روزِ قیامت ثواب عظیم ملے گا اور بلاشبہ دنیا میں بہترین عظمت و خوش حالی کی زندگی گزارے گا۔

مولانا کے ہر کلام کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ لوگ عشقِ رسول کی دولت سے آشنا ہو جائیں۔ آپ کا منظوم کلام جس کا مجموعہ حدائق بخشش ہے عشقِ رسول میں ڈوبا ہوا ہے۔ یوں تو بہت لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کہی ہے لیکن بارگاہ نبوت کی سمتوں کا جس درجہ خیال آپ نے رکھا ہے شاید ہی

کسی اور کے کلام میں ہو۔
آپ کے کسی شعر پر آج تک کسی نے اعتراض کی جرأت نہ کی
یہ درست ہے کہ عشق حدوں کو توڑ دیتا ہے مگر عشقِ مصطفےٰ حدود
کی پابندی سکھاتا ہے۔ جذبات مچلتے ہیں مگر حدود اللہ کو دیکھ کر
واپس لوٹتے ہیں۔
اسی قسم کی طوفانی کیفیت اعلیٰحضرت کے اس
شعر میں ہے

؎ پیشِ نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

یہی کیفیتِ عشق شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے حاصل
کی۔ وہ فرماتے ہیں:

رشتۂ آئینِ حق زنجیرِ پاست
پاس فرمانِ جنابِ مصطفےٰ است
ورنہ گردِ تربتش گردیدمے
سجدہا بر خاکِ او پاشیدمے!

یہ علیحدہ بات ہے کہ جو مضمون علامہ اقبال نے دو اشعار میں بیان
اعلیٰحضرت نے وہ ایک ہی شعر میں بکمال حسن و خوبی سمو دیا ہے۔
ایک مقام پر فرماتے ہیں:-

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

آپ شاید یہ سمجھتے ہوں کہ دیارِ محبوب کے سامنے خاکساری کے اظہار کی کوئی صورت باقی نہ رہی، نہیں نہیں! ایسا نہیں، اعلیٰ حضرت اس سے آگے بڑھ کر کہتے ہیں:

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضاؔ
ان سگانِ کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

فرید الدین عطار کو عشقِ رسول کی دولت ملی تو فرمانے لگے

بہ عمرِ خویش مدح کس نہ گفتم
درے از بہر دنیا من نہ سفتم

عشقِ نبوی کا سودا ہی کچھ ایسا ہے کہ جس کے سر میں سما جائے تختِ طاؤس کو اس کی نگاہ میں بے حقیقت کر دے۔ امام مالک کو جب یہ نعمت ملی تو اقتدار کو ٹھوکر مار کر کہنے لگے:

گفت مالک مصطفیٰ را چاکرم
نیست جز سودائے او اندر سرم
تو ہمی خواہی مرا آقا شوی
بندۂ آزاد را مولا شوی
عشق می گوید کہ فرمانم پذیر
پادشاہاں را بخدمت ہم مگیر!

یہی دولت اعلیٰ حضرت کو ملی، جب انگریز لوگوں کو خرید رہے تھے اور لوگ انگریز بہادر کی تعریف میں قصیدے کہہ رہے تھے "تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۷۹ میں ہے کہ :

" جیسا کہ آپ حضرات (مولوی رشید احمد اور مولوی قاسم نانوتوی) اپنی انگریز مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے "تا زیست (زندگی بھر) خیر خواہ ہی ثابت رہے " لیکن اعلیٰ حضرت کا تعلق اس خاندان فضل حق خیرآبادی سے تھا جس نے جزیرۂ انڈمان میں گھلا دینا پسند کیا مگر انگریزوں کی غلامی قبول نہ کی۔ آپ نے بھی ایسا ہی بے باکانہ نعرہ لگایا۔

کروں مدح اہل دول رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

یہ شعر اعلیٰ حضرت کے عقائد و نظریات کی پوری غمازی کرتا ہے۔ ان کے یہاں دینی اقدار پر کسی قسم کی سودے بازی جائز نہیں۔

مولانا محمد علی جوہر، شوکت علی، مولانا عبدالباری، مولانا نعیم الدین مرادآبادی، جن کی مساعیٔ جمیلہ سے پاکستان وجود میں آیا ان سب نے فکر و عمل کے لئے عشق رسول کے جذبے کو اعلیٰ حضرت ہی سے حاصل کیا۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے شاعری میں بھی نبوت کی عظمتوں کا پورا خیال رکھا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت اطہر ہاپوڑی نے ایک نعت کہہ کر آپ کی خدمت میں بھیجی۔ اس میں کھجور کے ان دو درختوں کو تشبیہ دی گئی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کے سامنے تھے۔ مطلع یہ تھا۔

کب ہیں درخت روضہ والا کے سامنے
مجنوں کھڑے ہیں خیمہ لیلیٰ کے سامنے

اعلیٰ حضرت یہ مطلع سن کر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اس شعر میں حضور کو لیلیٰ سے اور گنبد خضرا کو خیمہ لیلیٰ سے تشبیہ دینا درست نہیں پھر آپ نے اصلاح فرمائی :

کب ہیں درخت روضہ والا کے سامنے
قدسی کھڑے ہیں عرش معلّٰی کے سامنے

ایک جگہ آپ اپنے پاس ادب کا یوں ذکر فرماتے ہیں :

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بے جا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

ان کی دعا یہ تھی :

یا الٰہی جب رضا خواب گراں سے سر اٹھائے
دولت بیدار عشق مصطفٰے کا ساتھ ہو

خلاصہ کلام یہ کہ آپ نے مسلمانوں کو عشق رسول کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ آپ کے مسلک کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا، رسول، صحابہ، تابعین تبع تابعین، علمائے ربانین، اولیائے کاملین سب ہی واجب الاحترام ہیں، کسی کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی بھی روا نہیں، دین کا مکمل نظام ان تمام

ہستیوں کی فرمودات پر قائم ہے۔ دین کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت درست نہیں۔

آپ نے اپنی ،اس تحریک کو کوئی نیا نام نہیں دیا۔ آپ اپنے آپ کو سنّی حنفی کہتے تھے، چونکہ آپ بریلی شریف میں رہتے تھے اس لئے ہر شہر کی نسبت کے قاعدے سے آپ کو بھی بریلوی کہا جانے لگا، ورنہ نہ یہ کوئی فرقہ اور نہ کوئی مسلک، نہ ہی آپ نے اپنے وصایا میں کہیں لکھا کہ میرے معتقدین کو بریلوی کہا جائے۔

آج جب مغربی سامراج دم توڑ رہا ہے اور مشرقی سامراج سر اٹھا رہا ہے، پھر عشق رسول کی تمازت کو ختم کرنے کا پروگرام بن رہا ہے۔ پھر گاندھی کے مریدین پارۂ نان کے عوض ناموس مصطفےٰ کا سودا کرنے پر تلے ہوئے ہیں، ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کے پیغام کو عام کیا جائے اور مسلمانوں میں عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو بیدار کیا جائے، یہی ہماری نجات کا واحد راستہ ہے۔ فقط:

ابن مسعود مفتی سیّد شجاعت علی قادری

ایم۔ اے

تقدیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو ظاہر و باطن کے علوم سے مزین فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا تھا، دنیا کا بھی یہی دستور ہے کہ جب بادشاہ کسی علاقے میں اپنا نائب بھیجتا ہے تو اس کو امور مملکت سمجھا کر بھیجتا ہے اسی طرح اللہ نے جب روئے زمین پر اپنا پہلا خلیفہ بھیجا تو فرمایا:

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا اور اللہ نے آدم کو تمام اسماء سکھا دیئے

آدم کی برتری ملائکہ پر اسی وجہ سے تھی۔

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ جو فضل و کمال بھی اللہ نے اپنے کسی نبی کو عطا فرمایا وہ کمال اکمل طریقے پر حضرت خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ کو بھی عطا فرمایا تھا، لہٰذا اللہ نے جتنے علوم و معارف اپنی مخلوق کو عطا کئے ان سب سے زائد حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے اللہ نے آپ کو غیب و شہادت دونوں کا علم عطا فرمایا، اس کی تفصیل اعلیٰحضرت کے رسالے "انباء المصطفیٰ" میں ملاحظہ ہو۔

مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ

مسئلہ ۔ از دہلی چاندنی چوک، موتی بازار مرسلہ بعض علمائے اہلسنت ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۱۸ھ ۔

حضرات کرام اہل سنت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید[1] دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا، حتیٰ کہ بدء الخلق سے لے کر دوزخ وجنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر وشر بالتفصیل جانتے ہیں۔ اور جمیع اوّلین وآخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں، جس طرح اپنے کف دست مبارک کو اور اس دعوے کے ثبوت میں آیات واحادیث واقوال علماء پیش کرتا ہے۔

بکر، اس عقیدے کو کفر وشرک کہتا ہے اور بکمال درشتی دعویٰ کرتا ہے، کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، حتیٰ کہ آپ

---

[1] زید سے مراد جناب مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی مرحوم ہیں

کو اپنے خاتمے کا حال بھی معلوم نہ تھا اور اپنے اس دعوے کے اثبات میں کتاب تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمایا تھا، دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے کہ ان دونوں میں سے کون برسرِ حق موافقِ عقیدہ سلفِ صالح ہے اور کون بدمذہب جہنمی ہے نیز عمرو کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم معاذ اللہ! حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا گنگوہی مرشد اپنی کتاب براہین قاطعہ کے صفحہ ۷ پر یوں لکھتا ہے کہ "شیطان کو، وسعتِ علم نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ سَرْمَدًا صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی مَا عَلَّمْتَہُ الْغَیْبَ وَنَزَّھْتَہٗ مِنْ کُلِّ عَیْبٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَبَدًا رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ ○

زید کا قول حق وصحیح اور بکر کا زعم مردود قبیح ہے۔ بےشک حضرت عزت عزت عظمتہٗ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی اولین وآخرین

کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انھیں دکھایا ملکوت السمٰوٰت والارض کا شاہد بنایا۔ روز اوّل سے روز آخر تک سب مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ انھیں بتایا۔ اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرّہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس جو پتہ گرتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے، سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ یللہ حمد کثیراً۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں، صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ وصحبہا اجمعین وکرّم۔ بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصّہ ہے۔ ہنوز احاطۂ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جلّ و علا الحمد للہ العلیّ الاعلیٰ۔

کتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیان وافی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل و حکم فصل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝

اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کیلئے ہدایت و رحمت و بشارت۔

قال اللہ تعالیٰ

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى

قرآن وہ بات نہیں جو بنائی

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ — جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان ہے

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ — ہم نے کتاب میں کوئی شے اٹھا نہیں رکھی۔

اقول وباللہ التوفیق۔ جب فرقان مجید ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا۔ روشن، اور روشن بھی کس درجہ کا۔ مفصل، اور اہل سنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں۔ تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوحِ محفوظ بھی ہے، تا بالضرورت یہ بیانات محیط۔ اس کے مکتوبات بھی بالتفصیل شامل ہوئے۔ اب یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ لوحِ محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ — ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ — ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرما دی ہے۔

وقال اللہ تعالٰی

وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ — کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ؕ — میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے

اور اصول میں مبرہن ہو چکا کہ نکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی۔ بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں، ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث آحاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں ____ عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے حضور مضمحل ہو جائے گی، بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے تمام موجودات جملہ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ جمیع مندرجات لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب وسما وارض وعرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ وَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ السَّاطِعَةُ اور جبکہ یہ علم قرآن عظیم کے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ہونے نے دیا۔ اور پر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے، نہ ہر آیت یا سورت کا تو نزول جمیع قرآن شریف سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی نسبت ارشاد ہو لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ یا منافقین کے باب میں فرمایا جائے لَا تَعْلَمُهُمْ ہرگز ان آیات کے منافی اور علم مصطفوی کا

ثانی نہیں۔

الحمدللہ جس قدر قصص و روایات و اخبار و حکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹانے کو آیات قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں ان سب کا جواب انھیں دو فقروں میں ہو گیا ہے۔ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو ان قصص سے تاریخ معلوم ہو گی یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخ مجہول تو ان کا تمامی، نزول قرآن سے پہلے ہونا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا وہ تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہو گی یا بعد کی۔ پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں، بر تقدیر ثانی اگر مدعائے مخالف میں نص صریح نہ ہو، تو استناد محض خرط القتاد مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انھیں اقسام کی ہیں۔ ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الافادہ نہیں دکھا سکتے۔ اور اگر بالفرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک یہی جواب جامع دنافع ونانی وقامع سب کے لئے شافی وکافی۔ کہ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت اخبار آحاد سے استناد محض غلط ہے۔ اس مطلب پر تصریحات آئمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعیہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث آحاد کا سنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی

جائز نہیں نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے۔ اسی براہین قاطعہ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اَنْ یُّوْصَلَ میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریر یوں لکھتے ہیں:

"عقائد مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں — بلکہ قطعی ہیں۔ قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابلِ التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔"

نیز صفحہ ۸۱ پر لکھا:

"اعتقادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے۔ نہ ظنیات صحاح کا۔"

صفحہ ۸۷ پر ہے:

"آحاد صحاح بھی معتبر نہیں، چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے۔"

(مولوی رشید احمد گنگوہی از براہین قاطعہ)

الحمد للہ

تمام مخالفین کو دعوتِ عام ہے فَاجْمِعُوْا شُرَکَآءَکُمْ چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدّلالتہ، یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو، کہ تمام نزولِ قرآنِ عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ۔ اگر ایسی نص نہ لاسکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ کر سکو گے، تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝

یہی مولوی رشید احمد صاحب پھر لکھتے ہیں:

"خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ۔ الحدیث۔ اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں"

قطع نظر اس کے کہ حدیث اوّل خود احاد ہے، سلیم الحواس کو سند لانی تھی تو وہ مضمون خود آیت میں تھا اور قطع نظر اس سے کہ اس آیت و حدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ یہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآنِ عظیم و احادیثِ صحیحہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس کا ناسخ موجود کہ جب آیتِ کریمہ:

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ — تاکہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ۔

صحابہ نے عرض کی:

ھَنِیْئًا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَقَدْ بَیَّنَ اللّٰہُ لَکَ مَاذَا یُفْعَلُ بِکَ فَمَاذَا یُفْعَلُ بِنَا۔ — یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو خدا کی قسم! اللہ عزوجل نے یہ تو صاف بیان فرما دیا کہ حضور کے

ساتھ کیا کرے گا۔ اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری:

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الٰی قولہ تعالٰی) فَوْزًا عَظِيْمًا ؕ

تاکہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دیئے ان سے ان کے گناہ۔ اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل و شہیر رہا شیخ عبدالحق کا حوالہ، قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فرق ہے، اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرأت و وقاحت ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ تعالٰی نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے:

" اینجا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ من بندہ ام۔ نمی دانم آں چہ در پس ایں دیوار است۔ جوابش آنست کہ ایں سخن

لہ اس موقعہ پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ اس دیوار کے (باقی صفحہ ۱۲۵ پر)

اصلے نہ دارد. ور روایت بداں صحیح نشدہ است۔"

ایسا ہی لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃ پر عمل کرو گے تو خوب چین سے رہو گے. ع

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈری آنکھ

امام ابنِ حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ لَا اَصْلَ لَہٗ. یہ حکایت محض بے اصل ہے۔ امام ابن حجر مکیؒ نے افضل القریٰ میں فرمایا۔ لَمْ یُعْرَفْ سَنَدُہٗ. اس کے لئے کوئی سند نہ پہچانی گئی۔

افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادیات بتانا، احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا، اسی منہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علمِ عظیم گھٹا کر ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور ملمع کاری کے لئے شیخ محقق کا نام لکھ جانا جو صراحتہً فرما رہے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد۔ آپ اس کے سوا کیا کہیئے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد۔ اللہ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور رباب فضائل سے نکلوا کر اس تنگنائے میں داخل کرائیں، تاکہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل بے سند مقولے سب سما جائیں ع

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

(باقی حاشیہ صد۱۲۴) پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کوئی اصل اور یہ روایت صحیح نہیں۔

بالجملہ بحمد اللہ تعالیٰ زید سنّی حفظہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل وجمیل طور سے ثابت جس میں اصلاً مجال دم زدن نہیں. اگر یہاں کوئی دلیل ظنّی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی قرآن عظیم کے حضور مضمحل ہوجاتی، نہ کہ صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہا سنن وصحاح ومسانید ومعاجم کی احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ اس عموم واطلاق کی اور تاکید وتائید فرما رہی ہیں.

صحیحین بخاری ومسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهٖ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهٖ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہوکر جب سے قیامت جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا کوئی چیز نہ چھوڑی. جسے یاد رہا یاد رہا. جو بھول گیا، بھول گیا.

یہی مضمون احمد نے مسند، بخاری نے تاریخ، طبرانی میں کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا. صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا

ایک بار سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہوکر

فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ	ابتدائے آفرینش سے لے کر
حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ	جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں
مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ	کے دوزخ جانے تک کا حال
مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ	ہم سے بیان فرمادیا۔ یاد رکھا
مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ	جس نے یاد رکھا اور بھول گیا
نَسِیَهٗ ؂	جو بھول گیا۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر کے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا: فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُهٗ ؂ اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرمادیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا۔ ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ آئمہ حدیث میں باسانید عدیدہ وطرق متنوعہ دس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَرَاَيْتُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ	میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا
كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ	اس نے اپنا دست قدرت
بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ	میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے

فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتَ — میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں:

هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ صَحِیْحٌ۔ — یہ حدیث حسن صحیح ہے میں نے امام بخاری سے اس کا حال پوچھا۔ فرمایا صحیح ہے۔

اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراجِ منامی کے بیان میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب میرے علم میں آگیا۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

"پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین ہا بود۔
عبارت است از حصولِ عامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں"

امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابویعلی وابن منیع وطبرانی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

لَقَدْ تَرَکْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی — نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا یُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَیْہِ فِی السَّمَاءِ اِلَّا ذَکَّرَنَا مِنْہُ عِلْمًا۔

نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرما دیا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض و شرح زرقانی للمواہب میں ہے :۔

ھٰذَا تَمْثِیْلٌ لِبَیَانِ کُلِّ شَیْءٍ تَفْصِیْلًا تَارَۃً وَاِجْمَالًا اُخْرٰی۔

یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرما دی۔ کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً۔

مواہب امام احمد قسطلانی میں ہے :۔

وَلَاشَكَّ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ اَطْلَعَہٗ عَلٰی اَزْیَدَ مِنْ ذَالِكَ وَاَلْقٰی عَلَیْہِ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ۔

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القا کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی معجم کبیر اور نعیم بن حماد کتاب الفتن اور ابونعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا

بیشک میرے سامنے سے عزوجل نے

فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ تَجَلِّیًا مِنَ اللّٰهِ جَلَّاهُ لِنَبِیِّهٖ کَمَا جَلَّاهُ لِلنَّبِیِّیْنَ مِنْ قَبْلِهٖ

دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس روشنی کے سبب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے روشن فرمائی جیسے محمد سے پہلے انبیاء کے لئے روشن کی تھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث سے روشن ہوکہ جو کچھ سماوات وارض میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا، اس سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا تھا اور حضرت عزت عز جلالہ، اس تمام ما کان وما یکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرما دیا۔ مثلاً مشرق سے مغرب تک سماک سے سمک تک، ارض سے فلک تک اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، سیدنا ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہزار ہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الٰہی پر دشوار اور نہ عزت ووجاہت انبیاء کے مقابل بسیار۔ مگر معترض بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے پتے گن دیئے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہنا چاہیں اور جو آئمہ کرام وعلمائے اعلام ان سے سند لائے، انھیں مقبول مسلّم رکھتے آئے، جیسے امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین

سیوطی مصنف خصائص کبریٰ و امام، شہاب احمد محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ و امام ابوالفضل شہاب ابن حجر مکی ہیثمی شارح ہمزیہ و علامہ شہاب احمد مصری خفاجی صاحب، نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض و علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شارح مواہب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ، انھیں مشرک کہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین

صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِهَا حَسَنِهَا وَقَبِیْحِهَا ؕ	میری ساری امت اپنے سب اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

طبرانی اور ضیاء مختارہ میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِی الْبَارِحَةَ لَدَی هٰذِهِ الْحُجْرَةِ حَتّٰی لَاَنَا اَعْرَفُ بِالرَّجُلِ مِنْهُمْ مِنْ اَحَدِكُمْ بِصَاحِبِهٖ ؕ	گذشتہ رات مجھ پر میری امت اس حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی بیشک ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

امام اجل سیدی بوصیری قدس سرہٗ ام القریٰ میں فرماتے ہیں:

وَسِعَ الْعَالَمِیْنَ عِلْمًا وَّحِکَمًا — رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام جہان کو محیط ہوا۔

امام ابن حجر مکی، اس کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَطْلَعَہٗ عَلَی الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ — یہ اس لئے کہ بیشک عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو تو سب اگلے پچھلوں اور ما کان وما یکون کا علم حضور پر نور کو حاصل ہو گیا۔

امام جلیل، قدوۃ المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاد امام، حافظ الشان ابن حجر عسقلانی شرح مہذب میں پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیْہِ الْخَلَائِقُ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ فَعَرَفَہُمْ کُلَّہُمْ کَمَا عُلِّمَ اٰدَمُ الْاَسْمَاءَ — حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیام قیامت تک کی تمام مخلوقات الٰہی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کی گئی حضور نے جمیع مخلوقات گذشتہ اور آئندہ سب کو

پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام نام سکھائے گئے تھے

علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:

اَلنُّفُوْسُ الْقُدْسِیَّۃُ اِذَا تَجَرَّدَتْ عَنِ الْعَلَائِقِ الْبَدَنِیَّۃِ اِتَّصَلَتْ بِالْمَلَاءِ الْاَعْلٰی وَلَمْ یَبْقَ لَهَا حِجَابٌ فَتَرَی وَتَسْمَعُ الْکُلَّ کَالْمُشَاهِدِ۔

پاکیزہ جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں ان کے لئے کوئی پردہ نہیں رہتا ہے۔ وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے پاس حاضر ہیں۔

امام ابن الحاج مکی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں

قَدْ قَالَ عُلَمَاءُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِهٖ وَحَیَاتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مُشَاهَدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِیَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذٰلِكَ جَلِیٌّ عِنْدَهٗ لَا خِفَاءَ بِهٖ۔

بیشک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت حیات دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اس بات میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ ان کے ہر حال ان کی ہر نیت ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں

کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں
اور یہ سب چیزیں حضور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی روشن
ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی
پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے ہیں علمائے ربانیین کے۔ محمد رسول اللہ کی جناب ارفع میں، جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شیخ شیوخ علمائے ہند، مولانا شیخ محقق نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ الکریم مدارج شریف میں فرماتے ہیں :-

"ذکر کن او را و درود بفرست بر وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ و باش در حال ذکر گویا حاضر ست پیش تو در حالتِ حیات و می بینی تو او را متادب با جلال و تعظیم و ہیبت وامید بداں کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ و یکے از صفاتِ الٰہی آنست کہ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِی۔"

لہ ان کی یاد کرو اور ان پر درود بھیج۔ اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں ان کے سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو (باقی صفحہ ۱۲۵ پر)

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ محقق پر، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا دیکھنا ذکر کیا۔ گویا فرمایا۔ اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہیں بیان کیا، بدانکہ بڑھایا۔ تاکہ اسے کوئی گویا کے نیچے داخل نہ سمجھے۔ غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر کھینچ دی کہ :۔

اُعْبُدِ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرا گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے

جلّ جلالہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبیہٖ وآلہٖ وبارک وسلم۔

نیز فرماتے ہیں،

"ہرچہ در دنیا است زمانِ آدم تا نفخۂ اولیٰ بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوالِ او را از اوّل تا آخر معلوم گردید یارانِ خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد۔"

(باقی حاشیہ صـ۱۴۰) پورے ادب اور تعظیم سے رہو۔ ہیبت بھی ہو اور امید بھی، اور جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں کیونکہ وہ صفات الٰہیہ سے متصف ہیں اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ، جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔ ۱۲

لـه جو کچھ دنیا میں پہلے صور کے پھونکے جانے تک (باقی صـ۱۴۲ پر)

نیز فرماتے ہیں :-

وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ؕ و وے صلّی اللہ علیہ وسلم دانا است بہمہ چیز از شیونات واحکام الٰہی واحکام صفاتِ حق واسمار وافعال وآثار وجمیع علومِ ظاہر وباطن وا ول وآخر احاطہ نمودہ ومصداق ، فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ؕ عَلَیْہِ مِنَ الصَّلٰوتِ اَفْضَلُھَا وَمِنَ اَتَمِّھَا وَاَکْمَلِھَا ؕ

شاہ ولی اللہ دھلوی ، فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں کہ :-

فَاضَ عَلَیَّ مِنْ جَنَابِہِ الْمُقَدَّسِ	حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ
صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ	وسلم کی بارگاہِ اقدس سے مجھ پر اس
وَسَلَّمَ کَیْفِیَّۃُ الْعَبْدِ مِنْ	حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ

(صفحہ ۱۴ کا باقی حاشیہ)

ان پر (صلی اللہ علیہ وسلم) منکشف کردیا تاکہ انھیں اوّل سے آخر تک تمام احوال معلوم ہوجائیں۔ انھوں نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے بعض کی اطلاع دی۔

لہ وھو بکل شیٔ علیم ، اور وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں ، احوال ، احکام الٰہی ، احکام صفات حق ، اسمار ، افعال اور آثار ، تمام علوم ظاہر و باطن ، اوّل و آخر کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں۔

حَيِّزِهٖ اِلٰى حَيِّزِ الْقُدْسِ فَيَتَجَلّٰى لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ كَمَا اَخْبَرَ عَنْ هٰذَا الْمَشْهَدِ فِيْ قِصَّةِ الْمِعْرَاجِ الْمَنَامِيْ ۔

اپنے مقام سے مقامِ مقدس تک کیونکر ترقی کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مقام سے معراجِ خواب کے قصے میں خبر دی۔

قرآن وحدیث واقوالِ آئمہ قدیم حدیث سے اس مطلب پر دلائل بے شمار ہیں اور خدا انصاف دے تو یہی اقل قلیل کہ مذکور ہوئے بسیار ہوئے۔ غرض شمس وامس کی طرح کی روشن ہوا کہ عقیدۂ مذکورۂ زید کو معاذاللہ کفر وشرک کہنا خود قرآن عظیم پر تہمت رکھنا اور احادیث صحیحہ صریحہ شہیرہ کثیرہ کو رد کرنا اور بہ کثرت آئمہ دین واکابرِ علمائے عاملین، واعاظم اولیائے کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی عیاذاً باللہ کافر ومشرک بنانا اور بحکم ظواہر احادیث صحیحہ وروایاتِ معتمدہ فقہیہ خود کافر ومشرک بنتا ہے اس کے متعلق احادیث وروایات واقوال آئمہ وترجیحات وتصریحات فقیر کے رسالہ النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء اعدا التقلید ورسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ علی کفریات ابی الوھابیۃ وغیرہما میں ملاحظہ کیجیے۔

افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم

الٰہی ذاتی ہے اور علمِ خلق عطائی۔ وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا، وہ ممتنع التغیّر، یہ ممکن التبدّل۔ ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمالِ شرک نہ ہوگا، مگر کسی مجنوں کو بصیرت کے اندھے اس علم ماکان ومایکون بمعنیٰ مذکورہ ثابت جاننے کو معاذ اللہ! علم الٰہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالانکہ العظمۃ للہ علمِ الٰہی تو علم الٰہی جس میں غیر متناہی علوم تفصیلی فراوانی بالفعل کے غیر متناہی سلسلے غیر متناہی بار وہ جسے گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناہی کا مکعب کہئے بالفعل و بالدوام ازلاً ابداً موجود ہیں۔ یہ شرق تا غرب و سماوات و ارض و عرش تا فرش وَمَا كَانَ وَمَا يَكُونُ مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اِلٰى اٰخِرِ الْاَيَّامِ سب کے ذرّے ذرّے کا حال تفصیل سے جاننا و بالجملہ جملہ مکتوبات لوح و مکنونات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علومِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ یہ تو ان کے طفیل سے ان کے بھائیوں حضرات مرسلین کرام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ واکمل السلام بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں، بعض اعاظم اولیائے عظام قدست اسرارہم کو ملا، اور ملتا ہے۔ ہنوز علومِ محمدیہ میں وہ بحار ذخار ناپیداکنار ہیں جن پر ان کی فضیلت کلیّہ اور افضلیّت مطلقہ کی بنا ہے۔ اللہ عزوجل کی بیشمار رحمتیں

ف۔ تمام ماکان ومایکونَ کا علم علوم حضور سے ایک علم ہے۔ یہ تو ان کی عطا سے ان کے غلاموں اکابر اولیاء کو بھی ملتا ہے۔ ۱۲

امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں :

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یارسول اللہ! دنیا اور آخرت، دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ، مندرج ہے۔ حضور کے علوم سے ایک حصہ۔ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَصَحْبِكَ وَبَارِكْ وَسَلَّمْ۔

مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں :

تَوْضِيْحُهُ اَنَّ الْمُرَادَ بِعِلْمِ اللَّوْحِ مَا اُثْبِتَ فِيْهِ مِنَ النُّقُوْشِ الْقُدْسِيَّةِ وَالصُّوَرِ الْغَيْبِيَّةِ وَبِعِلْمِ الْقَلَمِ مَا اَثْبَتَ فِيْهِ كَمَا شَاءَ وَالْاِضَافَةُ لِاَدْنٰى مُلَابَسَةٍ وَكَوْنُ عِلْمِهِمَا مِنْ عُلُوْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عُلُوْمَهٗ تَتَنَوَّعُ اِلَى الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَحَقَائِقَ وَمَعَارِفَ وَعَوَارِفَ

یعنی، توضیح اس کی یہ ہے کہ علوم سے مراد نقوشِ قدس و صورِ غیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عزوجل نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھے، ان دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنیٰ علاقے یعنی محلیت نقش و اثبات کے باعث ہے اور ان دونوں میں جس قدر علوم ثبت ہیں ان کا علم علوم محمدیہ

تَتَعَلَّقُ بِالذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَعِلْمُهُمَا اِنَّمَا یَکُوْنُ سَطْرًا مِنْ سُطُوْرِ عِلْمِہٖ وَنَہْرًا مِنْ بُحُوْرِ عِلْمِہٖ ثُمَّ مَعَ ھٰذَا ھُوَ مِنْ بَرَکَتِہٖ وَوُجُوْدِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک پارہ ہونا۔ اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں، علوم کلیہ، علوم جزیہ، علوم حقائق اشیاء و علوم اسرار خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کہ ذات و صفات حضرت عزت جل جلالہ، سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے جملہ علوم علوم محمدیہ کی سطروں سے ایک سطر، اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہیں، کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ ان کے علوم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ بارک وسلم

منکرین کو صدمہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے روز اول سے قیامت تک کے تمام ماکان و مایکون کا علم تفصیلی مانا جاتا ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ماکان و مایکون علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک لہر قرار پاتا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ○ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○

نصوصِ حصر یعنی جن آیات و احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علمِ غیب خاصۂ خدا تعالیٰ ہے۔ مولیٰ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا، قطعاً حق اور بحمدہ اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان ہیں مگر منکر متکبر کا اپنے دعوائے باطلہ پر ان سے استدلال اور اس کی بنا پر حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ بمعنی مذکور ماننے والے پر حکم کفر و ضلال، نِرا جنون و خام خیال بلکہ خود مستلزم کفر و ضلال ہے۔

علم باعتبار منشا دو قسم کا ہے۔ ذاتی کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو، اور عطائی، کہ اللہ عزوجل کا عطیہ ہو اور باعتبار متعلق بھی دو قسم ہے۔ علم مطلق یعنی محیطِ حقیقی، تفصیلی فعلی فردانی کہ جمیع معلومات الٰہیہ عز وعلا کو جن میں غیر متناہی معلومات کے سلاسل وہ بھی غیر متناہیہ وہ بھی غیر متناہی بار داخل۔ اور خود کُنہ ذاتِ الٰہی و احاطۂ تامہ صفات الٰہیہ نامتناہی سب کو شامل فرداً فرداً تفصیلاً ــ مستغرق ہو اور مطلق علم یعنی جاننا، اگر محیط باحاطۂ حقیقیہ نہ ہو۔ ان تقسیمات میں علم ذاتی و علمِ مطلق یعنی مذکور بلاشبہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر خدا کے لئے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ بمعنی مسطور اگرچہ کیسا ہی تفصیلی بروجہ اتم واکمل ہو، علوم محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا پھر علوم محمدیہ تو علوم الٰہیہ ہیں، جلّ وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور مطلق علم ہرگز حضرت حق عزوعلا سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے۔ مولیٰ عزوجل کا علم عطائی ہونے سے پاک ہے تو، نصوص حصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اوّل مراد ہو سکتی ہے نہ کہ قسم اخیر اور بداہتہً ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرّات مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ۔ بمعنی مزبور بلکہ اس سے ہزار در ہزار ازید وافزوں علم بھی کہ بہ عطائے الٰہی مانا جائے، اسی قسم اخیر سے ہوگا، تو نصوص حصر کو مدعائے مخالف سے اصلاً مَس نہیں بلکہ وہ اس کی صریح جہالت پر نص ہیں وللّٰہِ الحمد۔ یہ معنی بآنکہ خود بدیہی وواضح ہے۔ آئمہ دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی۔

امام اجل ابوذکریا نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، اپنے فتاویٰ پھر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

لَا یَعْلَمُ ذٰلِكَ اِسْتِقْلَالًا وَعِلْمَ اِحَاطَةٍ بِکُلِّ الْمَعْلُوْمَاتِ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی اَمَّا الْمُعْجِزَاتُ وَالْکَرَامَاتُ فَبِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَهُمْ عُلِمَتْ وَکَذَا مَا	یعنی، آیت میں غیرِ خدا سے نفی علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہو جائے یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ رہے انبیاء

علم باجراء العادۃ: کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں یہاں تو اللہ عزوجل کے بتانے سے انھیں علم ہوا ہے۔ یوں ہی وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جن کا علم ہوتا ہے۔

مخالفین کا استدلال محض باطل و خیال محال ہونا تو یہیں سے ظاہر ہو گیا، مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلال کے خود اقراری کفر و ضلال کا تمغہ ہے، نیز انھیں میں روشن کیا کہ خلق کے لئے ادعائے علم غیب پر فقہا کا حکم کفر بھی درجہ اولائے حقیقت حق میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ اخرائے طرز فقہا میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے، جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے۔

بکر بر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت (کچھ نہیں جانتے) کا لفظ ناپاک ہے، وہ بھی کلمۂ کفر و ضلال بیباک ہے۔ بکر نے جس عقیدے کو کفر و شرک کہا اور اس کے رد میں یہ کلام بد فرجام بکا، خود اسی میں تصریح ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے۔ لاجرم بکر کی یہ نفی مطلق شامل علم عطائی بھی ہے اور خود بعض شیاطین الانس، کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ

ف۔ اپنے خاتمے کا حال حضور کو معلوم نہ ماننا صریح کفر ہے۔

یوں اور خواہ یوں، دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے۔ اب اس لفظ قبیح کے کلمۂ کفر صریح ہونے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب رسالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص مکان بلکہ رب العزۃ جلالہ کی توہین شان۔ ایک دو کفر ہوں تو گنے جائیں، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

یوں ہی اس کا قول کہ "اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا" صریح کلمۂ کفر و خسارا اور بیشمار آیاتِ قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔

آیۂ کریمہ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مع حدیث صحیحین بخاری و مسلم۔

بعض اور سنیئے۔ قال اللہ تعالیٰ

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى — اے نبی! بیشک آخرت تمہارے لئے دنیا سے بہتر ہے

وقال اللہ تعالیٰ:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى — بیشک نزدیک ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے

وقال اللہ تعالیٰ:

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ — جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے صحابہ کو ان کا نور ان کے آگے

اور دامنے جولان کرے گا

وقال اللہ تعالیٰ:
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قریب ہے، کہ تمھارا رب تمھیں تعریف کے مکان میں بھیجے گا جہاں اولین و آخرین سب تمھاری حمد کریں گے

وقال اللہ تعالیٰ:
تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَیَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝ علیٰ قِرَأَةِ الرَّفعِ قِرَاءَةُ ابْنِ کَثِیْرٍ وَابْنُ عَامِرٍ وَرِوَایَةُ اَبِیْ بَکْرٍ عَنْ عَاصِمٍ۔

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے تمھارے لئے اس خزانہ و باغ سے (جس کی طلب یہ کافر کر رہے ہیں) بہتر چیزیں کردیں جنتیں جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ تمھیں بہشت بریں کے اونچے اونچے محل بخشے گا۔

اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰیَاتِ۔

اور احادیث کریمہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص وقتِ وفاتِ مبارک و برزخ مطہر و حشر منور و شفاعت و کوثر و خلافتِ عظمیٰ و سیادتِ کبریٰ و دخولِ

لہ دوڑے گا ۱۲

درویت وغیرہا وارد ہیں، انھیں جمع کیجئے تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے۔
یہاں صرف ایک حدیث تبرکاً سن لیجئے۔

جامع ترمذی شریف میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا
اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا خَطِیْبُهُمْ
اِذَا وُفِدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُهُمْ
اِذَا اُنْصِتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ
اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ
اِذَا یَئِسُوْا لِکَرَامَةِ وَالْمَفَاتِیْحُ
یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ
وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ
عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّهُمْ
بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ
مَّنْثُوْرٌ۔

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے
پہلے میں مزار اطہر سے باہر تشریف
لاؤں گا اور جب وہ سب دم بخود
رہیں گے تو ان کا خطبہ خواں میں ہوں گا
اور جب وہ روکے جائیں گے تو
ان کا شفاعت خواہ میں ہوں گا اور
جب وہ ناامید ہوجائیں گے تو
ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا
عزت دینا، اور تمام کنجیاں اس
دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ لواء الحمد اس دن
میرے ہاتھ میں ہوگا۔ بارگاہِ عزت میں
میری عزت تمام اولادِ آدم سے زائد
ہے۔ ہزار خدمت گار میرے اردگرد
گویا وہ گرد وغبار سے پاکیزہ انڈے ہیں
محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی

ہیں بکھرے ہوئے۔

بالجملہ بکر پر مکر کے گم راہ و بد دین ہونے میں اصلا شبہ نہیں۔ اور اگر
کچھ نہ ہوتا تو صرف اتنا ہی کہ تقویۃ الایمان پر جو حقیقتاً تفویۃ الایمان
ہے، اس کا ایمان ہے، یہی اس کا ایمان سلامت نہ رکھنے کو بس تھا،
جیسا کہ فقیر کے رسالہ الکوکبۃ الشہابیۃ وغیرہا کے مطالعے سے ظاہر ہے

اِذَا کَانَ الْغُرَابُ دَلِیْلَ قَوْمٍ[1]
سَیَھْدِیْھِمْ طَرِیْقَ الْھَالِکِیْنَا

والعیاذ باللہ تعالیٰ

وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ما کان
و ما یکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زائد کہے، اس کا جواب اس کفرستان
ہند میں کیا ہو سکتا ہے انشاء اللہ القہار روز جزا وہ ناپاک نا ہنجار
اپنے کیفر کفری گفتار کو پہنچے گا وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ
یَّنْقَلِبُوْنَ ہ یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحتاً مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگاتا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمۂ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمۂ کفر ہوگا۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے

---

[1] جب کوا کسی قوم کا رہبر ہو تو وہ اس کو ہلاکت کی راہ پر
ڈال دے گا ۱۲

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ — ہیں ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ط

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو، اللہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھی ہے، ذلت والی مار۔

شفائے امام اجل قاضی عیاض اور شرح علامہ شہاب خفاجی مسمیٰ بہ نسیم الریاض میں ہے:

جَمِيْعُ مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ شَتَمَهٗ اَيْ عَابَهٗ هُوَ اَعَمُّ مِنَ السَّبِّ فَاِنَّ مَنْ قَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَابَهٗ وَنَقَصَهٗ وَاِنْ لَمْ يَسُبَّهٗ (فَهُوَ سَابٌّ وَالْحُكْمُ فِيْهِ حُكْمُ السَّابِّ) مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَهُمَا (لَا نَسْتَثْنِيْ مِنْهُ) فَصْلًا (اَيْ صُوْرَةً) وَلَا نَمْتَرِيْ) فِيْهِ تَصْرِيْحًا كَانَ اَوْ

یعنی، جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی توہین کی۔ اگرچہ گالی نہ دی۔ یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہے۔ ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی

تَدْوِيْنًا وَهٰذَا كُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَاَئِمَّةِ الْفَتْوٰى مِنْ لَّدُنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اِلٰى هَلُمَّ جَرًّا ۔ اھ مُخْتَصِرًا۔

کوئی فرق نہیں۔ نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثنا کریں، نہ اس میں شک و تردد کو راہ دیں۔ صاف صاف کہا ہو یا کنایہ سے۔ ان سب احکام پر تمام علماء اور ائمہ فتوے کا اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آج تک برابر چلا آیا ہے۔

نَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَنَعُوْذُ بِهٖ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ ط وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ہ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰى اَعْلَمُ

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اس سوال کے ورد پر ایک مبسوط کتاب بحر عباب منقسم بہ چار باب مسمّٰی بہ نام تاریخی مالیٔ الحبیب ۱۳۱۸ھ بعلوم الغیب کی طرح ڈالی۔ بابِ اوّل نصوص یعنی فوائد جلیلہ و نفائس جزیلہ کہ ترصیف دلائل اہلسنت کے مقدمات ہوں۔

بابِ دوم، نصوص یعنی اپنے مدعا پر دلائل جلائل قرآن و حدیث و اقوال آئمہ قدیم و حدیث۔

بابِ سوم، عموم و خصوص کہ احاطۂ علوم محمدیہ میں تحریر محل نزاع کرے

بابِ چہارم، قطع اللصوص، یعنی اس مسئلے میں تمام مہملات نجدیہ

و نو و کہن کی سرنگنی و تکبر شکنی، مگر فصوص و نصوص کے ہجوم و دفور نے ظاہر کر دیا، کہ اطالت تا حد ملالت متوقع۔ لہٰذا باذن اللہ تعالیٰ لنفعِ عامّہ کے لئے اس بحرِ ذخّار سے ایک گوہر شہوار لامع الانوار گویا خزائن الاسرار سے درِ مختار مسمّٰی بہ نام تاریخی "اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان وما یکون" ۱۳۱۸ھ چن لیا، جس نے جمع و تلفیق کے عوض نفع و تحقیق کی طرف بحمد اللہ زیادہ رخ کیا۔ اس کے ایک ایک نور نے نور السمٰوٰت والارض جل جلالہ کے عون سے وہ تابشیں دکھائیں کہ ظلماتِ باطلہ کافور ہوتی نظر آئیں۔

یہ چند حرفی فتویٰ کہ اس کے لمعات سے ایک مختصر شعشہ اور بلحاظ تاریخ بنام انباء المصطفیٰ بحال سرّ و اخفیٰ مسمّٰی ہے۔ اس کے تمام اشارات خفیہ کا بیان مفصّل اسی پر محول ذی علم ماہر تو ان ہی چند حروف کہ ان شاء اللہ تعالیٰ سب خرافات و جزافاتِ مخالفین کو کیفر حیثیانی کر سکتا ہے مگر جو صاحب تفصیل کے ساتھ دست نگر ہوں بعونہٖ تعالیٰ رسائل مذکورہ کے لآلی متلالی سے بہرہ در ہوں۔ حضرات مخالفین سے بھی گذارش ہے کہ کہ اگر توفیق الٰہی مساعدت کرے، یہی حرفِ مختصر ہدایت کرے تو ازیں چہ بہتر، ورنہ اگر بوجہ کوتاہیٔ فہم و غلبۂ وہم و قلّت تدرّب و شدت تعصب اپنی تمام جہالاتِ فاحشہ کی پردہ دری ان مختصر سطور میں نہ دیکھ سکیں، تو اسی مہر جہاں تاب کا انتظار کریں، جو بہ عنایتِ الٰہی و اعانت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی تمام ظلمتوں کی صبح کر دے گا۔ ان کا ہر کاسۂ سوال آب زلال ردّ و ابطال سے بھر دے گا۔

اَلَآ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿

کیا فائدہ کہ اس وقت آپ کا خواب غفلت کچھ ہذیانات[1] کا رنگ دکھائے، اور جب صبح ہدایت افقِ سعادت سے طالع ہو تو کھل جائے کہ ع

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو کہا افسانہ تھا

معہذا طائفہ ارانب و ثعالب کو یہی مناسب کہ جب شیر ژیاں کو چہل قدمی کرتا دیکھ لیں سامنے سے ٹل جائیں۔ اپنے اپنے سوراخوں میں جان چھپائیں۔ نہ یہ کہ اس وقت اس کے خرام نرم پر غرہ ہو کر آئیں۔ اس کی آتشِ غضب کو بھڑکائیں۔ اپنی موت اپنے منہ بلائیں۔ ے

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دور تر خواہند
شغالانِ ہزیمت مند خشم شیر ہیجارا

اَقُوْلُ قَوْلِیْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِیْ وَلِسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ وَالتَّحِيَّاتُ النَّامِيَاتُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الْمُغَيَّبَاتِ مُظْهِرِ الْخَفِيَّاتِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْكِرَامِ السَّادَاتِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰی

---

[1] بیہودہ گوئی ۱۲

اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ جَلَّ مَجْدُہٗ وَاَتَمُّ وَاَحْکَمُ۔

کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کتب ماخذ

	نام کتاب	نام مصنف
(۱)	بخاری شریف	امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ
(۲)	مسلم شریف	مسلم بن حجاجؒ
(۳)	براھین قاطعہ	رشید احمد گنگوہی
(۴)	ترمذی	ابو عیسیٰ
(۵)	اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ
(۶)	طبقات ابن سعد	ابن سعد
(۷)	مسند احمد	احمد بن حنبلؒ
(۸)	طبرانی	طبرانیؒ
(۹)	نسیم الریاض	خفاجیؒ
(۱۰)	مواھب اللدنیہ	امام احمد قسطلانیؒ
(۱۱)	حلیہ	ابو نعیم
(۱۲)	ضیاء مختارہ	
(۱۳)	تیسیر	
(۱۴)	مدخل	ابن الحاج مکیؒ

(۱۵) مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ
(۱۶) زبدہ شرحِ بردہ	ملّا علی قاریؒ
(۱۷) فتاویٰ حدیثیہ	ابن حجر مکی

تضمین مآلِ دکھنی

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

تری ذات پاک ہے مصطفیٰ ترا حسن ازل سے ہے چلبلا
نہ تو ذات بحث میں چھپ سکا نہ صفت میں آکے ہوا جدا
کھلا رنگ منہ پہ جو اسم کا گل میم صورت بو اڑا
تری لامکاں میں بندھی ہوا ترا احد ہوا تو احد ہوا

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

یہ بتا مجھے فلک کہن تو بنا ہے شام سے کیوں دلہن
کہ زمیں بھی کہتی ہے جان من کھلا رنگ منہ میں چمن چمن
تری چال میں بھی ہے بانکپن ذرا اور تن ، ذرا اور تن
ترے گھر جو آئیں شہ زمن تو سنا دے ان کو یہی سخن

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

شب وصل وصل سے باخبر ہوا محو خواب جو وہ قمر
اڑے جبریل بزور پر کہ براق لائے زمین پر

اُسے چھوڑ کر وہ قریب در — گئے خواب گاہ میں جھکائے سر
اُٹھے نیند سے جو شہِ بشر — یوں کہا فرشتے نے جھوم کر

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وہ بُراق جس پہ پڑی تھی جُل — جسے بے سپنے تھا سرور کُل
چڑھے آکے اُس پہ شہِ رُسُل — وہ اُڑا بصورتِ بوئے گُل
کیا سطے جو اُس نے ہوا کا پُل — تو فلک پہ سب بجنے لگے دُہل
تھے جلو میں شہ کے فرشتے کُل — تھا ہٹو بڑھو کے عوض یہ غُل

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

کھلے مثلِ چشمِ جناں کے دَر — نکل آئیں حُوریں برہنہ سر
سَر و پا کی کچھ نہ رہی خبر — لگیں ڈھونڈنے وہ اِدھر اُدھر
رُخِ پاک پہ جو پڑی نظر — تو عجب طرح کا ہُوا اثر
وہ گریں پکڑ کے دِل و جگر — کہا گرتے گرتے پکار کر

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وہ نگاہ جس میں نئی ادا — وہ ادا کہ جس میں نیا مزا
وہ مزا کہ جو ہے کرشمہ زا — وہ کرشمہ جس پہ خدا فدا
ہیں شہید اُس کے سب انبیاء — ہیں قتیل اُس کے سب اولیاء
اُسے دیکھتے ہی یہ غُل کیا — لبِ ہر نبی نے جدا جدا

بَلَغَ العُلےٰ بکمالہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بجمالہٖ
حَسُنَتْ جمیعُ خِصالہٖ — صلّوا علیہ وآلہٖ

گئے سدرہ تک جو شہِ اُمم — مع جاہ و دبدبہ حشم
رکے جبرئیل وہیں پہ تھم — کہ ادب سے بڑھ نہ سکے قدم
چلا مسکرا کے وہ ذی حشم — تھا عروج نور کا دمبدم
لیا عرش پر بھی نہ اس نے دم — کہا عرشیوں نے یہ تب بہم

بَلَغَ العُلےٰ بکمالہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بجمالہٖ
حَسُنَتْ جمیعُ خِصالہٖ — صلّوا علیہ وآلہٖ

ہوئے جبکہ داخل لامکاں — نظر آیا خالقِ کن فکاں
جو گئے قریب شہِ زماں — ہوا وصل صورتِ جسم و جاں
یہ مثال ٹھیک نہیں یہاں — کہ ہے جسم و جاں میں دوئی نہاں
نہ دوئی نہاں، نہ کوئی وہاں — کہ ہے لاشریک لہٗ وہاں

بَلَغَ العُلےٰ بکمالہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بجمالہٖ
حَسُنَتْ جمیعُ خِصالہٖ — صلّوا علیہ وآلہٖ

یہ عجیب شب ہے عجب سماں — کہ ہے شاد خالقِ انس و جاں
مرے در سے تا درِ لامکاں — کئی مجلسیں ہیں یہاں وہاں
ہیں فلک پہ سعدیؔ نکتہ داں — ہے زمیں پہ مائلِ خوش بیاں
کئی پردے گرچہ ہیں درمیاں — وہ پڑھیں وہاں، میں پڑھوں یہاں

بَلَغَ العُلےٰ بکمالہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بجمالہٖ
حَسُنَتْ جمیعُ خِصالہٖ — صلّوا علیہ وآلہٖ